ابوتراب

عبدالعزیز خالد

بُوتُرابؑ

منقبتِ حیدرِ کرّارؑ

وہ عزیزِ خاطرِ پاکِ نبیُّ الانبیاء
جو ولایاتِ وِلا کا ہے ولیُّ الاولیاء

وہ علیم و عالم و اعلم جو بابُ العلم ہے
مَالہٗ معلوم جس کو عَلَّمَ القرآن کا

وہ مُبین و مُستبین و نکتہ داں و نکتہ بیں
رمزہائے "اَلبیان" و "وَالقلم" کا آشنا

دیدہ ور جس کو محیطِ عالمِ دانش کہیں
وہ امانت دارِ اسمِ اعظمِ گنجِ بقا

ایک دُنیا دے گواہی جس کے زہد وفقر کی
وہ مصفّیٰ صافی وصوفی صفیُّ الاصفیا

جس میں تقویٰ و ذکاوت کا ہے نادر امتزاج
جو تقیُّ الاتقیا ہے، جو ذکیُّ الاذکیا

وہ امامِ راستیں، چارم امیرُ المؤمنین
جو ثنا خوانِ ابو بکر و عمر ہے برملا

ان کو رہتا اکثر اس کی مشورت کا انتظار
بَسْطَۃً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ. ہوئی جس کو عطا

ہے جو دل سے دردیٔ عثمانِ مظلوم وشہید
دَم میں جب تک دَم رہا لبریز درد وغم رہا

وہ وجودِ ناب جو ہے پیکِ اصلاح وصلاح
وہ اُولُوا الْاَلْبَاب جو ہے پیکرِ صدق وصفا ١٠

ہم نشیں جس پاک ہیں کے فکر و عرفان و یقیں
فوز و انجاح و نجاح و فضل و احسان و عطا

راحلہ ہیں ارتیاح و راحت و ریحان و رَوح
صبر و شکر و ارتضا جس کے نقیبِ قافلہ

طبعِ خرّم سربسر پیرایۂ لطف و کرم
ذاتِ پُر مایہ ہمہ سرمایۂ جُود و سخا

رفعتیں جس کی میانہ قامتی کے آگے خم
بر بنائے پاکیِ جوہر جو ہے زینُ الوریٰ

اتّباعِ اُسوۂ خیرُ الخلائق کے طفیل
ہاں، لقب جس کو قسیمِ نار و جنّت کا ملا

ہے شعار اس کا کتاب اللہ، دُعا اس کا دِثار
سینہ اس کا مہبطِ اسرارِ دینِ مُصطفیٰ[۲۱]

وہ نصیر و ناصر و منصور جس کے وردِ لب
رَبِّ انْصُرْنِیْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَیَّ کی دُعا

جس کی مسکینی سے شان و شوکتِ شاہی خجل
یہ جہانِ رنگ و بُو جس کے لیے زنداں سرا

لے نہ بَیْتُ الْمَال سے کچھ بھی جو بالائے کفاف
ترکِ لذت جس کا ہے بے زرق و سالوس و ریا

جس کے اطوارِ غریبانہ پہ غربت کو ہے ناز
مدح گو اقبال ہے جس صاحبِ اقبال کا ۲۰

گو ملے مشکل سے قوتِ لایموت اس کو مگر
حاتمِ طائی ہے اس کے آستانے کا گدا

موٹے جھوٹے کھردرے کپڑے جنہیں دھوتا ہے آپ
وہ ہے کاما، لوگ کہتے ہیں اسے فرماں روا

چوڑے چکلے شانے جس کے رُو کشِ شیرانِ غاب
قد ہے گو مائل بہ پستی جسم ہے اُبھرا ہُوا

سر بڑا، ابرو کماں، گردن صراحی دار ہے
رنگ گہرا گندمی ہے پیٹ آگے کو بڑھا

سُرمگیں آنکھوں میں نُورِ طُور و فاران و سعیر
رُوئے تاباں میں تباشیر و شہابِ "وَالضُّحیٰ"

سانس پر جس کے دَمِ عیسیٰ کا ہوتا ہے گماں
خاک جس کے دَر کی رکھتی ہے خواصِ کیمیا

دے نویدِ شادمانی قلبِ افسردہ کو جو
خاکِ مُردہ کو جو بخشے قوّتِ نشو و نما

لولوئے لالا بنائے پارہ ہائے سنگ کو
لای و سرگیں کو جو بخشے نکہتِ مشکِ ختا

کہربا ہے پارس پتھر ہے کہ مقناطیس ہے
نام ہے جس کے بدن کے سائے کا ظلِ ہما

گرمی و سردی کا جس پر کچھ اثر ہوتا نہیں
معتدل جس کے لیے ہر موسمی آب و ہوا ۳۰

ایک سا اس کا مزاج آسائش و عسرت میں ہے
کوئی عالم ہو وہ ہے تصویرِ تسلیم و رضا

وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ پہ دائم کاربند
دل کے آئینے کو دے وہ آنسوؤں سے انجلا

رتجگے کا سُرمہ خواب آلود آنکھوں میں لگا
سحر زرقائے یمامہ کا نہ کب تک ٹوٹتا؟

دن سمندِ بادپا پر، شب مصلے پر سوار
مشغلِ بارِ امانت سے کہاں آسا دوتا

جس نے گردِ راہ کو دی آب و تابِ کہکشاں
جس نے بخشا مُفلسی کو اعتبار و انتہا

بوریا جس کے لیے اورنگِ زرّیں پوش ہے
خلعتِ شاہانہ جس کا ایک پیوندی قبا

سہ طلاقِ غیر رجعی جس نے اس دُنیا کو دی
جس پہ ہے ارضی خلافت کا مبرہن مقتضا

پست و بالا کے تفاوت کو کرے جو کالعدم
جو مبلّغ ہے اَلْاِنسانُ اَخُو الْاِنسان کا

کوزۂ گل کو دِیا جس نے فروغِ جامِ جم
جس نے درویشی کو ہمدوشِ سلیمانی کیا

سرفرازوں کا غرورِ کجکلاہی چھین کر
رنگ جس نے عظمتِ آدم کے خاکے میں بھرا ۴۰

اپنے محکوموں کی بالا دستیوں کا شکوہ سنج
مستقلاً جو خوارج سے نبرد آرا رہا

جس کا منشورِ مُبیں ہے جَاھِدُوْا اَھْوَآءَکُمْ !
چلنے والوں کو بتاتا ہے جو سیدھا راستہ

کپکپائے جیسے تند و تیز آندھی میں درخت
یونہی طاری اس کے تن پر لرزشِ بیم و رجا

خطِّ پیشانی سے شانِ آفتابی آشکار
درمیانِ حق و باطل ہے وہ خطِّ استوا

ٹوٹے سُوئے خاوراں خورشید جس کے واسطے
وہ رضا و راضی و مرضی رضیّ و مرتضیٰ

"فیصلہ کرنے کی طاقت اس میں سب سے بڑھ کے ہے!"
یہ عُمر کہتا ہے جو ہے نابغوں کا نابغہ

یہ مقولہ بھی اسی کا ہے "مَیں ہو جاتا ہلاک
گر علی ہوتا نہ میرے پاس بہرِ مشورہ!"

دم زدن میں حل کرے ہر عقدۂ دشوار کو
اس سراپا زیرکی کا ناخنِ مشکل کشا

"سچی آزادی جو سچ پوچھو تو پابندی میں ہے"
اس کے قول و فعل سے ظاہر زمانے پر ہُوا

مالکِ اشتر کو سمجھائے رعایا کے حقوق
"لَا تَکُوْنَنَّ عَلَیْهِمْ اَنْتَ سَبُعاً ضَارِیا"! ۵۰

بُخل و جُبن و حرص سے والی کو بچنا چاہیے
شانِ سُلطانی ہے عفو و رحمت و رِفق و رضا

"کُلُّ جَبَّارٍ یُذَلُّ کُلُّ مُخْتَالٍ یُھِین"!
ہے خُدا کے ہاتھ میں میزانِ حرمان و عطا

حاکمانِ دادگر کو در گزر ہی زیب دے
اِنَّ فِی النَّاسِ عُیُوْبًا : غور کر اس پر ذرا

بن حلیمُ الطبع ، اَلْحِلْمُ غِطَاءٌ سَاتِرٌ
چکھ کبھی اے مسند آرا خاکساری کا مزہ!

حال و قال اس کا : لَنَا الْعِلْمُ وَلِلْجُہَّالِ مَال
جاہ و حشمت جن کی ہے سحر و سراب و سیمیا

علم میں باریک بیں ہے عزم میں خارا شگاف
آسماں رفعت، ثریا آستاں، کیواں عُلا

وہ کلیمِ طُورِ معنی ، بانیٔ علم الکلام
ہے مقولہ جس سے منقول: "اُنْحُ ھٰذَا النَّحْوَ" کا

کار فہم و کار فرما، کار کُن ، کار آزما
وہ یگانہ شہسوارِ عرصۂ قرب و رضا

شافعِ محشر سے لی جس نے شفاعت کی سند
پرتوِ نورِ نبوّت سے جو ہے نورُ الھدیٰ

گرد بادِ کفر کو للکارتی ہے جس کی لَو
بے یقینی کے اندھیرے میں یقیں کا وہ دِیا ۶۰

وہ نعیم و ناعم و مُنعم جو ہے انعامِ حق
جس کے وصفوں کی نہیں ہے کوئی حدّ و انتہا

کیوں نہ ہوں بے منتہا اس کی فتوحاتِ فتوح
ہے ازانِ بندگانِ بارگاہِ کبریا

عاملِ سبعُ المثانی، حاملِ اُمُّ الکتاب
کاملِ تقریر و انشا، شاملِ اہلِ خُدا

ہر صلاحیت ہے وقف اس کی برائے دیگراں
ان کے افکار و مسائل میں وہ رہتا ہے گِھرا

جس کے اخلاقِ کریمانہ نے اہلِ دہر کو
اپنا شیدا، اپنا شیدا، اپنا شیدا کر لیا

یوں کھنچے آتے ہیں جیسے پیاسے پانی کی طرف
کیا کشش ہے، کیا کرشمہ، کیا کرامت، کیا کلا!

وہ نہالِ دیں کی شاخِ برگ پوش و باثمر
سایہ جس کا پھیل کر ہمسایۂ لطفِ خدا

قہرمانی میں جو دھیما، مہربانی میں سریع
معدلت گسترِ کھلے بندوں بلا خوف و رجا

بُوذر و عثمان بن مظعون کو کرتا ہے یاد
اشعث ابنِ قیس کو دیتا ہے غم میں حوصلہ

ہے مبرّا جو خیالِ انتقامِ ذات سے
ہے عناد و اُنس جس کا سر بسر بہرِ خدا ۰

ایک عامی کی طرح جو پیش ہو پیشِ شُریح
اور پھر اپنے خلاف اُس کا قبولِ فیصلہ

خندہ رُوئی، خوش مزاجی جس کی ہے ضرب المثل
جس کا ہر رنگِ طبیعت دِل نواز و دل کشا

ہے زباں زد یہ کہ دِلہائے شکستہ کے لیے
اس مسیحا کی نظر کرتی ہے کارِ مومیا

رُوئے روشن پر تبسّم کھیلتا رہتا ہے گو
بن سکے کھُل کر نہ لیکن خندۂ دنداں نما

"عورتوں کی مجلسوں کا اس کو دلدادہ کہے!؟"
عَمْرو ابن العاص جس کی کُنیت ابنِ نابغہ

اس سے قرب و رابطہ پیمانۂ عزّ و شرف
اس سے اخلاص و وفا پیمانۂ اوج و علا

فاطمہ بنتِ اسد کی خوش نصیبی کو سلام
جس کے پہلو سے ہویدا یہ شہِ مرداں ہُوا

اس کے القابات و اسما کا بیاں ہو کس طرح
جس کی شخصیت میں ہے پہنائیِ ارض و سما؟

وہ ہے جبرائیل و منصوم و شمائیل و سحاب
ہے بری انجیل میں، توریت میں وہ ایلیا

بابِ حطہ ہے اَبُوالسبطین و ذُوالقرنین ہے
جس کے ہاتھوں مرحب و عنتر کی لکھی تھی قضا ۸۰

اس کا اقدام، اس کی سرعت، اس کی صولت دیکھ کر
گونجیں میدانِ وغا میں نعرہ ہائے مرحبا

عَمرو ابنِ عبدِ وُد کو غزوۂ خندق میں جو
مار کر کرتا ہے اہلِ کفر کو دہشت زدہ

دیکھ کر ضربِ یدُاللّٰہی سمجھتے ہیں اسے
ناکثین و قاسطین و مارقین قہرِ خُدا

ہے ندارد اس مبارز کا حریفِ معرکہ
وہ اکیلا ایک لشکر ہے خدا کی راہ کا

وہ نحوسِ بُت پرستاں وہ سعودِ مومناں
دوستوں کو جو عصا ہے دشمنوں کو اژدہا

کاسِرُالاصنام، ذُوالبرقہ، اَبُوالرّیحانتَین!
ہے جو اربابِ نظر کی رائے میں طَودُ النُّہیٰ

وہ امیرُالنَّحل وہ دروازۂ شہرِ علوم
چڑھ کے منبر پر جو دیتا ہے "سلُونی" کی صدا

گھر کرے جادو بیانی جس کی دل میں وہ خطیب
مانیں سب غیر و یگانہ جس کا رعب و طنطنہ

صاحبِ حجت، لسانُ اللہ، اَلبطینُ الاَنزعُ
ہے بقولِ بعض جو مصداقِ لفظِ ھَلْ اَتٰی

یعسر و موتِ احمر و جیر و شر و حیل وقسوم
جس کی پامردی کے آثار و مظاہر جابجا ۹۰

وہ یدُاللہ ، صاحبِ رایت ، مقیمُ الحُجَّۃِ
وہ شہید و شاہد و صادق ، امامِ اولیا

وہ اسد حیدر ، بوی ، تبریک و میمون و ظہیر
اِک خدائی کا ابد تک کے لیے جو مقتدا

بُو محمد بھی کہیں اس کو اَبُو الحَسَنَین بھی
دَابَۃُ الجنت وہی ہے ، ہے وہی شیرِ خُدا

ہے وہ بطریس وادی ، کبکرہ قباطیسی ، اصب
انجمن در انجمن دن رات جس کا تذکرہ

بُوالحسن ، خیرُ الوصییّن و امامُ المتقین
جس کے شانوں پر رِدا ، دستِ مبارک میں لوا

جس کو اپنایت سے کہتا ہے پیمبرؐ : بُوتراب!
اس کی ہمتائی کا دعویٰ بے سر و پا ادّعا

ہے ولادت گاہ جس کی بیتِ معمورِ حرم
وہ علی ابنِ أبی طالب وہ شاہِ لافتیٰ

اوّلیں بچہّ مشرّف جو ہُوا اسلام سے
وادئ مکہّ میں گونجی جس کی گلبانگِ صلا

وہ مٹائے کس طرح لفظِ رسُولُ اللہ کو؟
مانے گو ہر بات پیغمبر کی بے چون و چرا

زینتِ کاشانہ جس کی قُرّۃُ العَینِ نبیؐ
وہ کہ جس نے دخترِ حوّا کو ریحانہ کہا ۱۰۰

فاتحِ خیبر وہی ہے صاحبِ قنبر وہی
مومنوں کا خود کو وہ یعسوب کہتا ہے بجا

وہ علیؓ و عالی و اعلیٰ مُعلیٰؓ مرتبت
جس کی عظمت کے ہیں چرچے در خلا و در مَلا

معدنِ علم و خبر سرچشمۂ حکمت ہے وہ
آشکارا جس خرد افروز پر رازِ بقا

جو شہِ گمراہ کو سب سے بڑا شاعر کہے
جس کے ہونٹوں سے کبھی نکلا نہ حرفِ ناسزا

جس کے اندازِ تکلم پر تصدق ہے کلام
جس کے اسلوبِ حکیمانہ پہ حکمت ہے فدا

وہ خطیبِ شحشح و زور آور و آتش بیاں
آکے جس کے سامنے ہکلائے قُس بن ساعدہ ۵

۵ [illegible] بن الطفیل ۔ امرؤ القیس

استقامت کی حَسَنؑ کو جو کرے تلقین یوں!
"یا بُنَیَّ! یُوشِکُ مَنْ اَسْرَعَ ان یَلحَقَ"!

بندۂ حق غیر کے آگے کبھی جھکتا نہیں
تُو ہُوا آزاد پیدا، بن نہ عبدِ ماسوا!

کہہ نہ اوروں سے جو لگتا ہے تجھے خود ناگوار
رکھ ہمیشہ سامنے فرقِ روا و ناروا

ہے یہی دُنیا کا بس حال و زوال و انتقال
"رُبَّما کانَ الدَّواءُ داءً وَالدّاءُ دوا"! ۱۱۰

محرمِ سِرِّ مکتّم۔ دیدۂ معنی نگر
اس کا اندازہ مجھے "نہجُ البلاغہ" سے ہُوا

ہے جھلک جس میں ہر اسلوبِ بدیع و نغز کی
نقطے نقطے سے نمایاں ہے اثر قرآن کا

جس کی رنگا رنگیٔ اظہار ہے حیران کُن
یہ جزالت، یہ جلالت، یہ شکوہ و لقلقہ!

حرف ہیں حلقہ بگوش اس کے، ہے اس کا حق اگر
خود کو اقلیمِ سخن کا وہ کہے فرماں روا

شہد کے چھتّوں کے ٹپکوں سے بھی شیریں جس کے حرف
رنگ سے معمور، خوشبو سے بھرے، خوش ذائقہ

ایسی سیرابیِ زمینِ مُردہ جس سے جی اُٹھے
ایسی شادابی کہ جس سے آئے چہروں پر جِلا!

اَفضَلُ الْاَعْمَالِ مَا اَکْرَهتَ نَفْسَکَ عَلَیهِ
یَابْنَ آدَمَ! کُنْ وَصِیَّ نَفْسِکَ فِی مَالِکَ!

ہے بقدرِ ہمّت انسانوں کی قدر و منزلت
وسعتِ مال ایک نعمت، حرص و شہوت ابتلا

مال و دولت عیب پوش و فتنہ کوش و نیش و نوش
ہے سزا کم ظرف کی یہ، پاک طینت کی جزا

برد باری کامیابی سے ہو آخر ہمکنار
رایگاں جاتا نہیں ارباب احساں کا صلہ ۱۲۰

عہد و پیماں کی طنابوں کو کرو مضبوط تم
حق کے کلموں سے ہو باطل بھی مراد و مدعا

لَا غِنٰی کَالْعَقْلِ، اَلْعَقْلُ حُسَامٌ قَاطِعٌ
عقل کرتی ہے مقامِ کبریا سے آشنا

اَلصُّحُفُ مَنْشُوْرَۃٌ، اَلتَّوْبَۃُ مَبْسُوْطَۃٌ
اَیُّھَا النَّاسُ! مِنَ التَّوْفِیْقِ حِفْظُ التَّجْرِبَہ

دے شہادت دردِ دل فَقْدُ الْاَحِبَّۃِ غُرْبَۃٌ
ہے وہ پردیسی کوئی جس کا نہیں درد آشنا

اَیُّھَا النَّاسُ لِدُوا لِلْمَوتِ وَابْنُوا لِلْخَراب
جس کو معمورہ سمجھتے ہو وہ ہے دارُ الفنا

خرچنے سے مال و دولت کے ذخیرے تو گھٹیں
لیکن استعمال سے ہو علم کی نشو و نما

جو بھی برتن ہے وہ بھر جاتا ہے بھرنے سے مگر
پھیلتا جائے بھرو جتنا بھی برتن علم کا

مال کے خازن ہوں اپنی زندگی ہی میں ہلاک
لیکن اہلِ علم مر کر بھی نہیں ہوتے فنا

انتہا ہوتی نہیں ہے علم و دولت کی کبھی
علم و دولت کی کبھی مٹتی نہیں ہے اشتہا

مَالِابْنِ آدَمَ وَالْفَخْر اے اہلِ نظر!
نُطفہ جس کی ابتدا ہے مُردہ جُثّہ انتہا ۱۳۰

اِتَّقُوا یا اَیُّھَا النَّاس بِظُنُونَ الْمُومِنِین
ہو انہیں منظور جو، ہوتا ہے منظورِ خدا

عفو حق اس کا ہے جس کو ہو سزا پر اختیار
ہے سخاوت وہ طلب سے جو کہ پہلے ہو عطا

ہر نفس ہے پیش قدمی مرگِ مبرم کی طرف
وقت فرسودہ کرے تن کو، تمنّا کو نیا

دہر ہے دارِ مجاز و آخرت دارِ قرار
کارواں وقتِ گریزاں کا ہے کیسا تیز پا!

عُمر کی گھڑیاں گزر جاتی ہیں بادل کی طرح
وقتِ فرصت کا زیاں ہو موجبِ رنج و...

انتظار و زہد و خوف و شوق شعبے صبر کے
توأماں ناکامی و اندیشہ، حرمان و حیا

جنگ کی جس نے بھی حق سے حق نے دی اس کو شکست
مکر و شر سے جس نے پایا اُس نے گویا کھو دیا

جس سے ناواقف ہوں لوگ اس چیز کے دشمن بنیں
اِک چھلاوے کی طرح ہے خوف نامعلوم کا

ہو گیا، جو بے خبر ہے اپنی قیمت سے، ہلاک
ہے نتیجہ ترکِ "لا اَدری" کا قربِ قتل گہ

ہے سبک باری ضروری تیز گامی کے لیے
زُہد ہے قصرِ اَمل، شکرِ نعَم، حُسنِ وفا ۱۴۰

وہ برادر بد تریں جو باعثِ زحمت بنے
کھٹکے چشمِ باغباں میں غنچۂ پیکاں نما

باعثِ تقلیلِ خواہش ہو وفورِ مقدرت
اقتدار اکثر بنائے خود پسند و خود نما

عفو و احساں ہے عدو پر فتح یابی کی زکات
غلبہ پا لو جب عدو پر بخش دو اس کی خطا

پاسبانِ عزت و ناموس ہے داد و دہش
چاپلوسی کیا ہے استحقاق سے بڑھ کر ثنا

دوسرے لوگوں کا تو اس میں خزینہ دار ہے
یَا ابْنَ آدَم! مَا کَسَبْتَ اَنْتَ فَوْقَ قُوْتِکَ!

کیسے استغفار و نومیدی اکٹھے ہو سکیں؟
بارگاہِ حضرتِ غفار ہے بابِ رجا

رکھتے اُمیدیں اسی سے باعثِ خفگی ہے جو
وہ جو اللہ کے لیے دُنیا سے ہوتا ہے خفا

ہے زنِ عشوہ طراز اک کژدمِ خوش پیرہن
پھر نہ پنپا وہ لگاوٹ سے جسے اس نے ڈسا

اس کے چہرے کی بشاشت دلبری کا جال ہے
فتنہ زا، فتنہ بپا، غارت گر و طاقت ربا

راستہ طولانی، دُوری کا سفر، سامان کم
مختصر ہے زندگانی، خواہشیں بے انتہا ۱۵۰

عُہدے دارو! اَلْوِلایاتُ مَضامیرُ الرِّجَال
کس قدر مشکل ہے وصلِ اِقتدار و اِتّقا!

ان میں کیا محفوظ رکھیں ہے یہ ہم پر منحصر
یا کُمَیل ابنِ زیاد! اِنَّ الْقُلُوبَ اَوعِیَہ!

اِنّی اُوصِیکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ فی عُسْرٍ وَ یُسْر
مُردنی جب چھائے اخی قلبکَ بِالْمَوعظہ!

دل میں انسانوں کے رحم خوردۂ محبت ہوں رام
تا حدِ امکاں خطا پوشی کرے چشمِ رسا

وسعتِ دل کا دیانت کو تو پیمانہ سمجھ
پاک دامانی نشاں ہے مردِ غیرت مند کا

ڈر شریفوں کے غضب سے جب وہ کلپیں بھوک سے
اور شر سے بچ کے جب پیٹ ہو اس کا بھرا

دیدہ ور وہ ہے رہے انجام پر جس کی نظر
اپنے گرد و پیش کے حالات سے ہو آشنا

دل چھپائے جس کو ہو وہ چہرے مہرے سے عیاں
ترجمانِ دل زباں ہے، دل ہے مُصحف آنکھ کا

گنجِ معنی کا طلسم، اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ
مت بنا اس کو امیں اپنا جو تجھ سے ہے خفا

ہے اگر گوشِ نیوش، کہنے والا بات کا
کون ہے مت دیکھ! بلکہ دیکھ وہ کہتا ہے کیا! ١٦٠

مت گواہِ غیر عادل کی گواہی کر قبول
کام ہے نقد و درایت اہلِ حلّ و عقد کا

مطمئن مت ہو کسی سے آزمائش کے بغیر
قیل و قال و ظاہری احوال سے دھوکا نہ کھا

اپنے نفس و اہلِ خانہ کو نہ بے جا تنگ کر
جس قدر ہے استطاعت بوجھ اتنا ہی اُٹھا

مت بھگا کُفرانِ نعمت سے تُو نعمت کو کہ پھر
لَوٹ کر آتا نہیں اک بار کا بھاگا ہُوا

اور مَنْ ظَنَّ بِکَ خَیْرًا فَصَدِّقْ ظَنَّہٗ
کر عمل مت بھُول لیکن یَفْعَلُ اللہُ مَا یَشَا

حکمتِ مَا کُلُّ مَفْتُوْنٍ یُعَاتَبُ کو پرکھ
قِیْمَۃُ کُلِّ امْرِءٍ مَا یُحْسِنُہٗ کو آزما

---

۵ (یا) طاقت ہے تجھ میں

جانِ پیاری ہے تو کُنْ فِی الْفِتْنَۃِ کَابْنِ اللَّبُوْن
خود کو بے ہنگام و بے مقصد ہلاکت سے بچا!

رُبَّ مفتُوْنٍ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِیْہِ کے بقول
ہے قبولِ عام بھی اک فتنۂ آشوب زا

عبرتیں کتنی زیادہ ، کتنے کم عبرت پذیر
ہے ازل سے یوں ہی یہ عمد و خطا کا سلسلہ

بے سر و ساماں ہو اپنے ہی وطن میں بے وطن
تنگ دستی عجز ہے ، درماندگی ہے ابتلا ١٧٠

بات کی پیچ رائے کو اکثر بنا دیتی ہے کُند
بے لچک بن جائے مردِ خود پرست و خود ستا

اَلطَّمَعُ رِقٌّ مُؤَبَّدٌ بے مروّ معیار و حد
ہو گرفتار آپ اپنا بندۂ حرص و ہوا

کاشفِ نیک و بد و عیب و ہُنر ہے گفتگو
آدمی اپنی زباں کے نیچے رہتا ہے چُھپا

دے مقدّر ساتھ جب تک عیب رہتے ہیں چھُپے
ہے خُدا کی خاص نعمت طالعِ برخاستہ

ذیچ کا غالیچہ جزوِ بہترین اُمّت کا ہے
ہے خزاں ناآشنا جس کی بہارِ جانفزا

شک سَرِمُو رمزِ اَلْحِلْمُ عَشِیْرَہ میں نہیں
نرم ہو جس کا تنا وہ پیڑ ہوتا ہے گھنا

اِک درندہ ہے زباں چھوڑو تو کاٹے گا ضرور
ہو اگر قابو میں وحشی تو شفا ورنہ شقا

ہے امانت کا شکنجہ عُہدہ، آذوقہ نہیں
احتسابی مرحلہ ہو گا نہایت جاں گزا

جو کوئی اس کے طریقِ کار سے ہے متفق
خود بھی گویا اس جماعت میں وہ داخل ہوگیا

ہے وہ نیکی بھی بُرائی، دلگدازی کی جگہ
آدمی کو کبر و نخوت میں کرے جو مبتلا ۱۸۰

جس گنہ پر رنج ہو بہتر ہے اس نیکی سے وہ
جو بنائے آدمی کو آدمِ نا آشنا

وہ اطاعت خلق کی، وہ بندگی مخلوق کی
معصیت جس میں ہو خالق کی ہے سرتا پا خطا

انشراحِ قلب ہے انعامِ عجز و انکسار
خود پسندی سے رُکے فکر و نظر کا ارتقا

فیض سے خالی تعلّق وقت و جذبہ کا زیاں
ہے محبّت وہ قرابت جس سے اُپجے فائدہ

مثلِ آداب و فضائل کے کوئی زیور نہیں
پردہ پوشِ ہر خطا ہے جامۂ شرم وحیا

مشورے سے بڑھ کے کوئی محرم و مونس نہیں
عقلِ کُل سمجھے جو خود کو ہے انانیت زدہ

صدقہ دے کر تنگدستی میں کرو اللہ سے
اپنا سودا، مانگ کر اس سے دلِ بے مدّعا

فرض جو ہے وہ عبادت ہے ادائے واجبات
ہے وہ عابد جو کرے اپنے فرائض کو ادا

بندۂ حق کے لیے پرہیزگاری ڈھال ہے
زُہد ہے ثروت اُولُوالاَلبَاب کو تقویٰ غنا

سانپ کی مانند ہے یہ خُلدِ ارضی سر بسر
لمس جس کا نرم و نازک، زہر کُچلی میں بھرا

وہ زنِ آزاد ہے یہ عالمِ کون و فساد
جس کا باطن تیرہ و تاریک، ظاہر خوشنما

جسم رہتا ہے جواں ذوقِ نشاطِ کار سے
نیم پیری ہے غموں فکروں میں رہنا مبتلا

جس سے ہو افزونیٔ علم و عمل نیکی ہے وہ
ورنہ تو آرائش و عیّاری و ریو و ریا

خود کا ہے بد خواہ کرتا ہے جو حق سے انحراف
بے دلی عہدِ وفا کو توڑنے کی ہے سزا

بیچ ڈالا جس نے اپنے نفس کو دنیا کے ہاتھ
ہو گیا بالکل تباہ (اس پر پڑھو تم فاتحہ)

عقل ہے دولت، ادب ثروت، جہالت مفلسی
ہو اگرچہ کتنی ہی آراستہ پیراستہ

ہے قناعت ایسی دولت ہو نہ جس کا اختتام
عقل وہ ملبوس جو ہر وقت رہتا ہے نیا

رکھے جو ہر چیز کو اپنی جگہ عاقل وہی
عقل قندیلِ تفکّر سے کرے کسبِ ضیا

مردِ عاقل مجتنب ہر بُوالفضولی سے رہے
عقل ہے اس کا حصار، اس کی چٹان، اس کی زرہ

عقل گھٹنے سے اضافہ ہو فضولیات میں
عقل کو اپنی تُو اے عاقل تدبّر سے بڑھا

عقل کی ہوتی ہے غور و فکر سے صیقل گری
عقل پاتی ہے خدا کے خوف و خشیت سے جلا

علم سرنامہ ہے اس کا ، یہ زباں کی ترجمان
عقل زینت، عقل عزت، عقل اکسیر و شفا

عقل کرتی ہے ہدایت، عقل دیتی ہے نجات
عقل ہے دل کی کشائش، عقل ہے رَدِّ بلا

چشم پوشی، بردباری مسلکِ اربابِ عقل
جوہرِ ذاتی نہیں عقلیں خدا کی ہیں عطا

اعتذار و معذرت ہے عقل مندی کی دلیل
وسعتِ سینہ ہے زینہ عزت و اعزاز کا

فرض ہے سب پر حمایت ظالم و مظلوم کی
کی سفارش جس نے، سائل کا پر و بازو بنا

راست گوئی سے زیادہ راست کرداری نہیں
خائب و خاسر ہو جس کی خُو ہو کذب و افترا

تیر وہ کس کام آئے گا صفِ جنگاہ میں
جس کا ہو سوفار بھی پیکان بھی ٹوٹا ہوا؟

ہر فراخی، ہر خوشی ہے رحمتِ پروردگار
ہر بلائے آسمانی ہے گناہوں کی سزا

بے سبب افتادِ دوزخ کی عقوبت ہی تو ہے
ناگہانی موت دے غیظِ الٰہی کا پتا ۲۱۰

ہے وہ دانا جو نہ کھاتا ہے نہ دیتا ہے فریب
سوچ جس کی بے خطا جس کا عمل ہے بے ریا

آج جس کا کل سے اچھا ہو، ہے فرزانہ وہی
جس کی ہستی میں نظر آئے مسلسل ارتقا

کامیابی دُور اندیشی سے وابستہ ہے اور
وہ تدبّر سے، تدبّر راز کا ہے اختفا

اجتہاد و معرفت سے ہو مفر کیوں کر کہ ہو
فقہ سے ناآشنا تاجر گروگانِ ریا

تُندخُو، اوباش، دوں فطرت، کمینے ، بد قماش
اوڑھیں اُلٹا پوستیں آسا لبادہ دین کا

ہو چُکے گُم جن کے چروا ہے وہ ایسے اونٹ ہیں
کا بِجَرادِ المنتشر، مانندِ اولادِ سبا

ہدیہ رشوت کو پکاریں، سُود کو سوداگری
اور مَے کو نام دیں افشردۂ انگور کا

بہترین زُہد ہے اخفائے زُہد اے زاہدو!
سینۂ ہشیار ہو صندوق اس کے راز کا

ہے عروجِ آدمِ خاکی یہی فرجامِ کار
ہو بدا ننگے بدن، ننگے بدن پیدا ہوا

طُمعۂ بے منصفی کی ہے حلاوت ایلوا
کوڑیالے سانپ کی قے میں جسے گوندھا گیا ۲.۲۰

ہو مصائب کے مطابق رحمتِ حق کا نزول

جزر و مدِّ لایزالی سے پر افشاں ہے فضا

جھوٹی اُمیدوں کا کھاتے ہیں بنی آدم فریب

کیا جیا تا عمر جو بودے سہاروں پر جیا؟

جو بنا لیتے ہیں اپنے دل کے تقوے کو شعار

خندہ پیشانی سے سہتے ہیں وہ ہر جور و جفا

غیرتِ مردانہ ایماں، غیرتِ نسوانی کفر

فرق دونوں میں ہے تقدیری، نہیں خودساختہ

جو کر صدقے کے ذریعے سے کریں روزی طلب

کس قدر فرخندہ اختر ہیں وہ بے برگ و نوا!

پتھر آئے جس طرف سے اس کو پلٹا دو ادھر

یہ ہے امرِ حزم، حفظِ ذات کا ہے اقتضا

جس کے ہو پیشِ نظر دُوری، کمر بستہ رہے
"باندھو سامانِ سفر" آتی ہے آوازِ درا!

وہ رہے یکسُو ہو جس کو آبرُو اپنی عزیز
بسکہ ہر ہنگامۂ دُنیا ہے اِک سیلِ بلا

نارسائی ایک صورت پاک دامانی کی ہے
نامُرادی بھی کبھی بن جائے عَینِ مُدّعا

کیا پلائے ہو چُکا ہو دودھ جس کا منقطع
ہے اثاثہ مردِ دُوں ہمّت کا بس اک حرفِ "لا"! ۲۳۰

شرمساری سے کرے ابنِ بشر کو ہمکنار
خواہشوں کی پیروی، پھیلاؤ حرص و آز کا

خالی از حکمت نہیں ہے سعی ان کے درمیاں
ہیں شعائر ربِّ عرش و فرش کے مَروہ صفا

کھائے ایماں کو حسد یوں جس طرح لکڑی کو آگ
گھاٹ گدلا ہے حسد کا اور جونکوں سے بھرا

ہے بزرگی کی نشانی خامشی، دانش کا پھل
دیدۂ دِل وَا ہُوا جس کا، دہن اس کا سِلا

عقل جب تکمیل کو پہنچے تو گھٹ جائے کلام
گرچہ ہے لَا خَیْرَ فِی الصَّمْتِ عَنِ الْحِکَمِ بجا!

خود شناسی ہے بِنا عرفانِ موجودات کی
معرفت ذاتِ خدا کی دِین کی ہے ابتدا

اب بھی کوئی ٹھوکریں کھائے تو اس کی ہے خوشی
آنکھ والوں کے لیے دن روشنی پھیلا چکا!"

درمیانی گاؤ تکیے سے وہ دے خود کو مثال
بھائی اس کا جعفرِ طیار ہے، حمزہ چچا

اک فضیلت اس کی یہ بھی ہے کہ ہے نے درجِ بتول
اور ہے آغاز ہی سے شاملِ اہلِ ہُدیٰ

"لحمہ، لحمی فمن سبّ علیاً سبّنی
ھو ولی کلّ مومن" : ممتحنا نے کہا ۲۴۰

"ہے وہ میرے واسطے ہارونِ موسیٰ کی طرح
آخرت میں اور دُنیا میں وہ بھائی ہے مرا"

انّہ، منّی انا منہ : اسی ی د ہے حدیث
جس کو سُن کر لوگ کہتے ہیں اسے کشفُ الوریٰ

مَیں بھی حاضر تھا بوقتِ خطبۂ خُمِ غدیر
جب اسے بخشی پیمبر نے ردائے قُل کفیٰ

سرفروشی اس کی خو، تسلیم جاں اس کا شعار
جو شبِ ہجرت بنا قائم مقامِ مصطفیٰ

قول اس کا پاسبانِ حرمتِ قول و قرار
فعل اس کا ترجمانِ سُنّتِ مہر و وفا

کربلا کے شاہزادے کھیلے اس کی گود میں
کب سے جن کے خون کی پیاسی تھی ارضِ نینوا

وہ کہ ہے جس کے جگر گوشوں کے خونِ ناب سے
لالہ فام اب تک بساطِ ریگِ دشتِ کربلا

جن کی رگہائے گلو سے اب بھی رِستا ہے لہو
روئیں گے جن کو قیامِ حشر تک اہلِ عزا

ابنِ مُلجم کو کہیں قاتل کہ یا قطامہ کو ؟
کس سے لے خلقِ خدا شیرِ خُدا کا خوں بہا؟

اس کی پیدائش ہوئی کعبے میں مسجد میں وفات
ہیں مبارک دونوں ہی کیا مُختتم، کیا مبتدا!

"جان سونپی اس کو اس کے گھر میں اس کے نام پر
بے گماں فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ اے خوش لقا!

رکھ کے سر اپنا ہتھیلی پر اسے کرتا ہوں پیش
کیا کہوں تجھ سے شہادت کا مقام و مرتبہ!

ہے مرے خوں کا تعطّر ہی بہت اس کے لیے
اے حسنؑ! میرے کفن کو مت لگانا غالیہ!"

کس قدر کوتہ نظر نکلا وہ فرزندِ صلیب
دانتےؔ کیا جانے نبیؐ کے ابنِ عم کا مرتبہ!

وہ ولی اللہ کہ ہے آسودۂ خاکِ نجف
جس کے روضے کی زیارت امن و تسکین و شفا

ہو جسے اس سے محبت اوڑھے وہ جلبابِ فقر
ہے بہت مہنگا یہ سودا اے دلِ سودا زدہ؟

حیدری قوّت کا کس نانِ جویں پر ہے مدار ؟
جس میں شامل ہوں حیاتینِ عفاف و اتّقا

لا فتیٰ اِلاّ علی لا سیفَ اِلاّ ذُوالفقا ر
دامنِ کوہِ اُحد میں گونجے ہاتف کی صدا

کیا کروں تعریف اس کے دُلدلِ طنّاز کی
گرم جولانی میں جو ہمپویۂ بادِ صبا

ہے شعاعِ مہر کی رفتار سے جو تیز تر
لے سبق جس سے سبک تازی کا آصف برخیا

اور تیغِ آبدار اس کی وہ اس کی ذُوالفقار
خونِ بد رنگِ صداقت دشمناں جس کی غذا

زیرِ گردوں اس سا طالع مند و بخت آور ہے کون ؟
ایک خلقت یاد کرتی ہے جسے صُبح و مسا

جو امینؐ و معتمدؐ کا ہے امین و معتمد
مانتی ہے ایک دُنیا جس کو اپنا پیشوا

زمزمہ گستر ہیں جس کی شام کے دربار میں
سودہؓ بنتِ عمارہ، بنتِ اُطرش عکرشہ

برملا کرتی ہیں وہ حُبِّ علیؓ کا اعتراف
اور ہے بنتِ عدی زرقا بھی ان کی ہمنوا

تینوں حوّا زادیاں حق گو بھی ہیں بیباک بھی
عورتیں کیا اب بھی مردوں سے ہیں کمتر مرتبہ؟

داد دیتا ہوں مَیں ان کی جرأتِ اظہار کی
سہل ہے کیا بات کہنا اپنے دل کی برملا؟

دَم زدن میں خرمنِ ہستی کو خاکستر کرے
اِک نگاہِ خشم، اِک حرفِ غضب فیجاہ کا

ایسے ہی جانباز گمناموں کے قول و فعل سے
قائم و دائم ہے نامِ ملّتِ اسلامیہ

عدل ساتھ اس کے ہُوا مدفون اس کی قبر میں!
سُن رہا ہے گوشِ دلبندِ ابُوسفیان کا ۲۷۰

جنگِ صفّین و جمَل کے باب میں خاموش ہوں
مَیں کروں رائے زنی اُن پر مری اوقات کیا؟

زشت و خوب ان کا ہے جو بھی جو صواب و ناصواب
اس کے بارے میں قیامت ہی کو ہو گا فیصلہ

ایک قطرہ ہُوں مَیں بارش کا، وہ بحرِ بیکراں
مُجھ تنک مایہ کو اس کی ذات سے نسبت ہی کیا!

وہ ہے اِک فردِ گرامی، ایک مردِ منجلی
مَیں سبک سر، بے بضاعت، بے بصر، ناپارسا

اس کی عظمت جاوداں ، وہ بے مکان و بے زماں
میں اسیرِ دَورِ گردوں ، ساکنِ تحت الثریٰ

حیدرِ کرّار و صفدر کی شجاعت کا نشاں
ہے نشانِ حیدر افواجِ دیارِ پاک کا

بے حقیقت ہوں میں خالدؔ لیکن اس کے باوجود
مجھ کو ارزانی ہوئی اس کی زیارت بارہا

نور سے لکھتے ہیں تارے آسماں پر جس کا نام
پڑھتے ہیں نادِ علی دم دم طیورِ خوش سرا

اس کے مدّاح منافق سے یہ کہنا ہے مرا :
ھُوَ دُونَ مَا تَقُولُ فَوْقَ مَا فِی نَفْسِکَ !

کتنی صدیوں سے عقیدت مند ہیں اُمّید وار
دیکھیے کب ہو ظہورِ قائمِ آلِ عبا ؟ ۲۸۰

ساری اُمّت کے ہیں پیش آہنگ یارانِ نبیؐ
ملتِ بیضا کے ہیں چاروں ہی یکساں پیشوا

ہیں حقیقت میں یہ چاروں اَلْھُدَاۃُ الْمُھْتَدُوْن
ہیں یہ چاروں ہی حقیقت آشنا، عقدہ کشا

ان کی صورت جلوۂ برقِ فنا خنّاس کو
حق سے بیگانہ ہُوا جو ان سے برگشتہ ہُوا

آتشِ دوزخ حرام اس پر جو رکھّے ان سے حُب
ہیں مصافِ زندگی میں مومنوں کی وہ زرہ

ہیں ابوبکر و عمر فاروق و عثمان و علی
چاروں رہبر ملّتِ بیضا کے، چاروں رہنما

باپ احساں وا ہے جن کا ہر کسی کے واسطے
فیضِ خاص و عام جن کا سلسلہ در سلسلہ

ان کے دَم سے ہے چراغاں، ان کے دَم سے ہے بہار
ان کے دَم سے اہتزاز و زینت و زیب و بہا

کس طرح ان کے مناقب کا احاطہ ہو سکے
حیطۂ ادراک سے جن کے فضائل ماورا؟

ہر کسی کو ہو نہ توفیقِ ثنا خوانی نصیب
ہے یہ مجھ سے نامشخّص کو متاعِ بے بہا

جرأت آموزِ سخن ہے میری نادانی فقط
دَم بھرے کیا ان کی مدّاحی کا مجھ سا بے نوا! ۹۰

زادِ راہِ لفظ و معنیٰ بے سر و برگی مری
میرے دامن میں ہے کیا خالدؔ تحیّر کے سوا؟

وصلِ الفاظ و معانی ہو تبھی جب ہوں بہم
قلبِ بیباک و توانا ذہنِ درّاک و رسا

زندگانی میری اک دیوانِ بے شیرازہ ہے
سرگزشتِ درد و غم، رنج و الم کا ماجرا

ہوں مَیں حُسن و عشق کی ریشہ دوانی کا شکار
دایماً ترک و طلب کی کش مکش میں مبتلا

کیسے ممنوعہ علاقوں سے مَیں رکھوں اس کو باز؟
کوئی دِل کے واسطے بھی حلقۂ زنجیرِ پا؟

کاکلِ پُر پیچ کے جنجال سے چھُٹتا ہے کون؟
دے کے اپنے نفس کا ہدیہ ہُوا ہوں میں رہا

خوبی و خیر و صداقت کی ہے مجھ کو جستجو
ڈھونڈتا پھرتا ہوں دُنیا دارئ دِل کی دوا

مَیں کہ خوبانِ خطا کا بُلبلِ دستاں سرا
مَیں کہ دیتا ہوں گرہ گُل سے سرِ بندِ قبا

جذبۂ بے اختیارِ شوق کا ہے امتحاں
التفاتِ چشمِ میگوں، رنگِ رُوئے خوش لقا

عاشقِ بے ساز و ساماں کا ہے کیا برگ و نوا
کوکنارِ لالہ و تخمِ حنا کے ماسوا؟ ۲۰۰

گو نہیں برگِ خزاں دیدہ مگر ان کی طرح
اُڑتے پھرتے ہیں مرے نغمے سرِ دوشِ ہَوا

"اے زمیں پر لیٹنے والے! اے ابجد خوانِ علم!
حکمِ بیداری ہے تجھ کو اُٹھ کے فوراً ہو کھڑا!

اُٹھ کہ گزری جارہی ہے ساعتِ راز و نیاز
یہ تقرّب کی گھڑی ہے مت اسے سو کر گنوا!

حاضرِ دربار ہو، یَا اَیُّھَا المُزَّمِّلُ!
آسماں سے آخرِ شب کون دیتا ہے ندا؟

جن کے پیاروں جن کے یاروں کا مَیں مدحت سنج ہُوں
کاش بخشش کی وہ دے مجھ کو نوید جانفزا!

لامکاں پیما مرا مرغِ تخیّل ہو مگر
ہو جُوا میرا ملائم ، بوجھ ہلکا ہو مرا

کر خُدا وندا مری ہرزہ سرائی کو معاف
کیوں نہ لیجہ مجُھ کو امثالِ سلیماں کا رِلا؟

ظاہر و باطن ہوں یکساں، ہمنوا قلب و زباں
کار و اظہارِ عبودیّت ہو میرا مشغلہ

تُو ہے میری منزلِ مقصود، میرا منتہا
ہُوں ترا بندہ مجھے مطلوب ہے تیری رضا

خلوتِ تخلیق میں اے خالقِ لوح و قلم!
مَیں اُٹھاتا ہوں تری درگاہ میں دستِ دُعا

میری تسبیحِ شبانہ : یا حفیظ و یا عزیز!
صبحگاہی کی صلا : صَلِّ علیٰ! صَلِّ علیٰ!

رکھ مجھے مشغولِ فنّ و فکر تا حینِ حیات
یا قویّ و یا ولیّ و یا علیّ و یا علا!

یا قدیر و یا کبیر و یا بصیر و یا خبیر!
یا علیم و یا کلیم و یا رحیم و یا خدا! ۳۱۲